رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُل اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ ط

دین کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا
(الہام مسیح موعود)

چندہ غیر ممالک (عہ)
سالانہ سات روپے

الفضل

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۵ | ۲۸ - مئی ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ | مطابق ۱۷ - شعبان ۱۳۳۶ھ | نمبر ۹۲

مدینۃ المسیح

مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کا عالمانہ اور محققانہ درس بعد نماز عصر ہوتا ہے۔ اور اب سورہ حجر تک پہنچ گیا ہے۔

مولانا قاضی سید امیر حسین صاحب کا درس حدیث ہی بحمد اللہ بدستور سابق جاری ہے۔

موسم کی سختی دن بدن ترقی پر ہے۔ مہمانوں کی آمد کا سلسلہ جاری ہے۔ ایک بھائی محمد امیر صاحب فیروزپوری معہ میدان جنگ سے تشریف لائے ہیں جناب نواب محمد علیخانصاحب چند روز کیلئے سفر پر تشریف لے گئے ہیں۔ ۲۶ - مئی کو منشی عبد الرحیم صاحب

اخبار احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت کے متعلق اطلاعیں

۲۱ - مئی ۱۹۱۸ء - ۲۰ - مئی کی شام کو حضرت نے سمندر کے کنارے پر نماز مغرب اور عشا خود پڑھائیں۔ حضرت کا لہجہ ایسا تھا جیسا کہ زمانہ تندرستی میں ہوا کرتا ہے۔ اس سے پہلے بھی حضرت نے سفر میں نمازیں پڑھائی ہیں مگر اسوقت آواز میں ضعف نمایاں ہوتا تھا۔ جو خدا کے فضل سے اب نہیں ہے۔

۲۱ - مئی کو سمندر کی سیر کا ارادہ کیا اور جہاز تک پیدل چلکر گئے مگر پہلا جہاز نہ مل سکا۔ اسلئے دوسرے کے انتظار میں جو وقت تھا۔ وہ ادہر اُدہر پھرنے اور ٹہلنے میں صرف ہوا

اسدن حضرت نے قریباً ۶ میل پیدل سفر کیا۔ پھر جہاز پر سوار ہوئے اور خدا کے فضل سے باوجود امواج کی ناہمواری کے طبیعت نے کوئی بوجھ محسوس نہیں کیا۔ جہاز پر حضرت کے ہمراہ علاوہ اہل بیت ہر دو ڈاکٹر صاحبان (یعنی حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب ڈاکٹر میر اسمٰعیل صاحب) شیخ عبد الرحمن صاحب مولوی فاضل مصری و شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی تھے حضرت ام المؤمنین کے کندھے پر پھوڑا نکل آیا ہے۔ اس لئے آپ تشریف نہیں لاسکیں۔

۲۲ - مئی۔ کل شام کو حضرت جہاز سے ۶ بجے شام کو اُترے۔ مگر ۱۲ بجے رات کو مکان پر پہنچے۔ اس شب بیداری اور پھر مچھروں کی تکلیف سے سردرد ہو گیا۔ ویسے طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ ایک شخص نے آج بیعت

[illegible] باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)

مولوی غلام رسول صاحب کا تبلیغی دورہ

ہوشیارپور و جالندہر میں تبلیغ

ہوشیارپور میں کوئی مناظرہ نہ تھا۔ نیسے ہی اپنے دوستوں سے تبلیغ کی غرض سے جلسہ کا انتظام کیا تھا۔ جس میں میری تقریر وفات مسیح صداقت مسیح موعود ختم نبوت۔ پیشگوئیوں کے اصول کے متعلق ایک ہی وقت میں ہوئی۔ پھر صبح میں مولوی عمرالدین صاحب شملوی کے ساتھ جالندہر کے جلسہ مناظرہ کیلئے چلا آیا۔ اور جناب میر قاسم علی صاحب اور حافظ جمال احمد صاحب کو دوسرے دن کے پروگرام کیلئے وہاں ہی چھوڑا۔ جالندہر میں مولوی عبدالقیوم نام جو کیل بھی ہیں ان کے ساتھ مناظرہ ہوا جس میں حاظرین کو بین طور پر معلوم ہو گیا۔ کہ مولوی صاحب موصوف حق کے غلبہ اور رعب سے کسطرح مرعوب خاطر ہو کر مجلس مناظرہ سے بھاگ نکلے۔ قریب گھنٹہ کے مشکل مقابلہ پر ٹھہرے۔ آخر بجز فرار کے اور کوئی حیلہ بہانہ یاد نہ آیا۔ جس سے کھلے طور سے حق کی ظفریابی کا ثبوت ظاہر ہوا۔ رات کو حکیم محمد یٰسین صاحب کے مکان پر پھر مباحثہ ہوا اور مقابلہ میں مولوی فیروزالدین صاحب نام کھڑے ہوتے اور برابر بارہ۱۲ بجے رات تک مناظرہ رہا۔ بحث ختم نبوت پر تھی جس سے لوگ خوب محظوظ ہوتے۔ اور حاظرین پر عمدہ اثر ہوا۔

ماچھیواڑہ میں مباحثہ

اسکے بعد جناب میر محمد اسحاق صاحب کی معیت میں ماچھیواڑہ ضلع لدھیانہ میں بحث کیلئے آیا جہاں دہلی وغیرہ سے علماء بلائے گئے تھے لیکن انہوں نے محض بحث کو ٹالنے اور اس سے بچنے کیلئے عجیب طرح سے حیلے بہانوں سے کام لیا۔ کہ امور متنازعہ فیہا جو زیر بحث تھے۔ انہیں چھوا تک نہیں اور شرائط کے کاغذ کو لیکر تمامت کے لفظ پر بیہودہ طور پر بحث کو اٹھا کر ناحق دو دن ضائع کئے اور مخلوق خدا کو بلاوجہ تکلیف دی لیکن خدا کا فضل ہو کہ ہمیں اس خارج از بحث تقریروں سے بھی بلحاظ نتیجہ کے فائدہ ہی حاصل رہا۔ کیونکہ خدا کے فضل سے ۳۰ آدمی سلسلہ میں بیعت داخل ہوئے اور پھر مجھے جناب میر صاحب نے ارشاد فرمایا۔ کہ آپ مولوی عبداللہ صاحب سنوری اور مولوی عبدالحق صاحب ساکن چک لوہٹ کیساتھ تبلیغ کیلئے غوث گڈھ اور پکنے کور میں چلے جائیں۔ چنانچہ حضرت میر صاحب معہ وفد واپس ہوتے۔ اور بندہ آگے کو چلا گیا۔ اور ادہر تبلیغ کیگئی۔ اور خدا کے فضل سے چھ سات اور عورتیں مرد سلسلہ میں داخل ہوئے۔ جن کی بیعت کے خطوط آجکل ہی حضرت خلافت مآب کے حضور پہنچیں گے۔ والحمد للہ علے ذالک۔

ہر ایک صاحب جو فیلڈ سروس میں ہیں اپنی تنخواہ کا دسواں حصہ چندہ دیں

بصرہ میدان جنگ سے ایک دوست لکھتے ہیں کہ ہماری انجمن (انجمن احمدیہ بصرہ) میں باتفاق رائے یہ پاس ہوا ہے کہ ہر ایک احمدی بھائی جو فیلڈ سروس پر ہے۔ اپنی تنخواہ کا ۱/۱۰ حصہ بطور چندہ خاص کے دے۔ اور وہ احباب جو فیلڈ میں ہیں انکو اپنی تنخواہ کا دسواں حصہ دینا کچھ مشکل نہیں۔ کیونکہ یہاں تنخواہ ہندوستان کے مقابلہ میں ڈیوڑہی۔ دگنی بلکہ تگنی تک بھی ملتی ہے۔ اور راشن فری ہوتا ہے۔

برادر موصوف کی رائے نہایت اخلاص سے بھری ہوئی ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ احمدی احباب جو فیلڈ میں ہیں۔ بڑی خوشی سے اس تجویز پر عمل کریں گے۔

بقیہ صفحہ ۷ مولوی صاحب نے اس رقعہ و اشتہار قطعی کا بھی کچھ جواب نہ دیا اور جامع مسجد میں عوام کا مجمع کر کے جو جی میں آیا کہہ لیا۔ اب مولوی صاحب کو بچ ادہر کرنے کی کوئی صورت نہ رہی تھی لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولوی صاحب کی یہ خلاف معاہدہ حرکت واقف کاروں کی نظر میں موجب خفت و ندامت ٹھہری اور انہوں نے شب کو احمدیوں کے جلسہ میں شریک ہونے کے لئے مولوی صاحب کو مجبور کیا۔ تا خلاف معاہدہ کارروائی سے جو خفت و ندامت حاصل ہوئی ہے وہ احمدیوں کے جلسہ میں جاکر سوال و جواب کرنے سے کسی قدر تو ہلکی ہو جاتے۔ چنانچہ مولوی صاحب ابتداہی سے تشریف لے آئے۔ اور حافظ صاحب کا سارا بیان سنتے رہے۔ لیکن جب بیان قریب ختم پہنچا تو آہستہ سے کھسک گئے۔ ایسے کہ خود ان کے ہمخیال بھی آگاہ نہ ہوئے۔ خاتمہ بیان میں دس پندرہ منٹ کا وقت باقی تھا کہ پہلے آہستہ آہستہ اور پھر باواز بلند تقاضہ ہوا کہ ہمارے علماء تشریف لائے ہیں۔ اور ہمیں وقت دینے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اب وقت کیوں نہیں دیا جاتا وغیرہ وغیرہ۔ جواب دیا گیا کہ خاتمہ بیان پر وقت دیا جائیگا۔ دس پندرہ منٹ صبر کرنا چاہیئے لیکن صبر کون کرے۔ شور و غل ڈالدیا گیا آخر حافظ سید مختار احمد صاحب نے غوغائیوں کے پیشرو سے جو ایک بالکل ہی نادان نوجوان تھا۔ فرمایا کہ باربار کہا گیا ہے۔ کہ دس پندرہ منٹ صبر کرو۔ لیکن تم لوگ نہیں مانتے۔ سوال و جواب کے لئے وقت خاتمہ تقریر کے بعد دیا جایا کرتا ہے۔ علاوہ اس کے ہم نے تم میں سے کسی کے ساتھ کوئی وعدہ نہیں کیا ہے۔ جو معاہدہ ہوا ہے۔ وہ ہمارے اور مولوی اشرف علی صاحب کے درمیان ہوا ہے۔ اور انہوں نے جیسا اس معاہدے کو نباہا ہے وہ واقف کار جانتے ہیں۔ مولوی اشرف علی صاحب کو ہمارے سامنے لاؤ۔ ہم ان کا منہ بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور ان سے باتیں کرنا بھی۔ یہ آواز ایک بجلی کی کڑک تھی جس نے معاندین کو سراسیمہ و بدحواس کر دیا۔ اور لگے بغلیں جھانکنے آخر کسی نے کہا کہ مولوی اشرف علی ہیں کہاں؟ وہ تو رخصت ہو گئے۔ اب ہماری طرف سے تقاضوں پر تقاضے ہیں کہ مولوی صاحب کو لاؤ۔ اور ادہر بغلیں جھانکی جا رہی ہیں۔ آخر گھبرا کر کہدیا گیا۔ کہ مولوی اشرف علی نہیں تو کیا ہوا۔ ان کے قائم مقام تو ہیں۔ حافظ صاحب موصوف نے فرمایا کہ قائم مقام ہی سہی وہی تشریف لائیں۔ وقت ضائع نہ فرمائیں۔ اس وقت اس عجیب غریب مخلوق کی حالت دیکھنے کے لایق تھی قائم مقام صاحب کی بغلوں میں ہر چند ہاتھ دیئے گئے۔ مگر وہ نہ کھڑا ہونا تھا نہ کھڑے ہوتے۔ آخر یہ مخلوق نہایت خائب و خاسر خفیف و ذلیل گڑگڑاتی ہوئی بیہودہ بکواس کرتی ہوئی احاطہ مسجد احمدیہ سے باہر ہوئی۔ اور جناب حافظ صاحب نے اپنی تقریر کا بقیہ حصہ پورا کیا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

محمد علی خان عفا اللہ عنہ۔

درخواست دعاء

مولٰنا محمد عبداللہ صاحب بسمل امرتسری و برادر محمد عثمان صاحب لکھنوی بیمار ہیں۔ احباب انکی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
الفضل
قادیان دارالامان ۲۸ مئی ۱۹۱۸ء

مباحثہ بدوملہی

غیر مبائعین کی کامیابی کی حقیقت

(۱)

اس مباحثہ کے متعلق غیر مبائعین نے جو رنگ اختیار کیا ہے۔ اس سے ان کی ناحق کوشی اور دھوکہ دہی کا بہت اچھی طرح پتہ مل جاتا ہے اور معلوم ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کے نزدیک کامیابی کس چیز کا نام ہے۔ اور وہ اسے کس طرح حاصل کرتے ہیں۔

کسی گذشتہ پرچہ میں ہم بتا چکے ہیں کہ ہم نے پیام صلح سے جو یہ مطالبہ کیا تھا کہ کیا ان لوگوں نے جن کا مباحثہ بدوملہی میں مولوی محمد علی صاحب کی بیعت کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ دوسروں کے پیچھے نماز پڑھنی ترک کر دی ہے۔ اس کا پیام نے یہ جواب دیا ہے کہ "حضرت مسیح موعود نے اس کو (غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنی ترک کرنے کو) احمدیت میں داخل ہونے کے لئے شرط نہیں ٹھہرایا" اس جواب سے ان لوگوں کی احمدیت کی حقیقت ظاہر ہو گئی ہے۔ جن کے احمدی ہونے کا اعلان کیا گیا تھا۔ کیونکہ اس میں پیام صلح نے ایک رنگ میں مان لیا ہے۔ کہ وہ ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں جو حضرت مسیح موعود کے کفر یا مکذب یا متردد ہیں۔ پس جو لوگ حضرت مسیح موعود کے اس صاف اور صریح حکم کے خلاف کہ "خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر یا مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو" عمل درآمد رکھتے ہیں۔ وہ احمدی کیسے اور ان کے نام لکھ کر شائع کر دینے پر کامیابی کیسی۔ غیر مبائعین ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر تو دیکھیں اور بتائیں کہ یہ ان کی کامیابی ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو احمدی کہہ رہے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کے ایک صریح حکم کی اور ایسے حکم کی جو آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ یا بدوملہی کے تیلیوں۔ دھوبیوں لوہاروں موچیوں معماروں۔ درزیوں۔ آتشبازوں کی کہ اکثر نام انہیں لوگوں کے ہیں۔ کامیابی ہے۔ جنہوں نے ان پر اس قدر قبضہ حاصل کر لیا ہے کہ ایک ایسے فعل کے متعلق جسے حضرت مسیح موعود نے "حرام اور قطعی حرام" قرار دیا ہے۔ ان سے حلت کا فتویٰ شائع کروا دیا ہے۔ صاف بات ہے کہ کامیابی انہیں لوگوں کی ہے۔ جو اپنی جگہ سے تو ایک انچ بھی نہیں ہٹے اور غیر مبائعین کو کھینچ کر اپنے بہت قریب لے گئے ہیں

اسی بات سے فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اور ہو گیا ہے کہ بدوملہی کے جلسہ میں غیر مبائعین نے اپنی کامیابی کا جو شور مچایا تھا۔ اس کی حقیقت کیا ہے۔ اور آیا وہ ان کے لئے کامیابی ہے یا حد درجہ کی ناکامی۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ ان کی اس دھوکہ دہی اور فریب کاری کے چہرے سے صفائی کے ساتھ پردہ اٹھا دیں اور بتا دیں کہ پیام صلح نے مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر ۱۲۷ آدمیوں کے بیعت کرنے کا اعلان کرتے ہوئے اسے مباحثہ بدوملہی میں اپنی کامیابی کے نتیجہ کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس کی اصلیت کیا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب بدوملہی کے رہنے والے نے جو سلسلہ احمدیہ سے بہت عرصہ سے تعلق رکھتے ہیں اور آج کل انجمن ترقی اسلام کے مدارس کے معائنہ وغیرہ کے کام پر مقرر ہیں۔ موضع گکھڑانیاں میں مدرسہ احمدیہ کا معائنہ کرنے کے لئے جاتے ہوئے راستہ میں بدوملہی ٹھہر کر ان ۱۲۷ آدمیوں کی جو حقیقت معلوم کی ہے۔ وہ یہ ہے

(۱) ایسے لوگ جن کے نام کوٹ اور بدوملہی کے رہنے والوں میں پیام صلح میں دکھلائے گئے ہیں لیکن وہ نہیں پائے گئے	۱۰
(۲) فہرست میں مکرر لکھے ہوئے	۲
(۳) کمسن لڑکے اور لڑکیاں جن کی عمر ۱½ سال سے لیکر آٹھ سال کے اندر اندر ہے۔ اور چار پانچ ایسے ہیں جن کی عمر اس سے زیادہ ہے۔	۵۳
(۴) مستورات	۲۹
(۵) مرد	۳۳
میزان	۱۲۷

ہمارے پاس ان ۱۲۷ آدمیوں کی اسم وار معہ ولدیت فہرست موجود ہے جسے بخوف طوالت درج نہیں کیا گیا۔ اور صرف خلاصہ لکھ دیا ہے۔ جس پر نظر ڈالنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ پیام صلح میں جو ان ۱۲۷ ناموں کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ

"یہاں جو ہمارے گاؤں میں ایک مباحثہ ہوا ہے جو آپ (مولوی محمد علی صاحب) کے فرستادہ حضرت جناب میر مدثر شاہ صاحب اور قادیانی مولوی صاحبان کے درمیان تین روز تک ہم نے سنا ہے۔ ہم اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہیں۔ کہ جناب مرزا صاحب مرحوم مسیح موعود تھے اور مہدی موعود تھے اور مجدد اور امام تھے۔ اور یہ کہ جو ہم کو سنایا گیا تھا کہ آپ مدعی نبوت اور اسمہ احمد وغیرہ ہیں وہ سب بہتانات ثابت ہوا۔ لہٰذا گذارش ہے کہ آپ ہماری بیعت منظور فرما کر مشکور فرما دیں"

یہ کہاں تک درست اور صحیح ہے۔

اس کے متعلق قبل ازیں ہم کئی دفعہ حلفیہ شہادت کا مطالبہ کر چکے ہیں۔ جسے اس وقت تک پیام صلح بہانوں سے ٹال رہا ہے اور ٹالتا ہی رہیگا۔ کیونکہ یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے کہ مذکورہ بالا ۱۲۷ مرد۔ عورتیں اور بچے تین روز مباحثہ سنتے رہے ہیں۔ اور

مباحثہ کی وجہ سے انہوں نے بیعت کی ہے۔ نابالغ اور کمسن بچوں کا کہ جن کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ مباحثہ میں شریک ہونا اور اس سے کوئی نتیجہ نکالنا ظاہر ہی ہے۔ باقی رہی عورتیں ان کے متعلق پیام صلح تو جب حلفیہ بیان شائع کرے گا دیکھا جائیگا۔ لیکن ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ ۲۹ عاقل اور بالغ عورتوں کا مباحثہ میں شامل ہونا تو درکنار رہا۔ ان میں سے کوئی ایک بھی وہاں موجود نہ تھی۔ اگر پیام صلح کے نزدیک ہمارا یہ بیان نادرست ہے تو وہ سامنے آئے۔ ورنہ اسے ایسی دروغ بیانی اور دھوکہ دہی پر شرمانا چاہیئے۔

اب ان عورتوں اور بچوں اور ان لوگوں کو نکال کر جن کا کوئی پتہ نشان نہیں ملا باقی ۳۳ آدمی رہجاتے ہیں۔ جو قریباً سارے کے سارے چوہدری سرفراز خانصاحب کے مزارع اور کمین ہیں جو اپنے مخصوص حالات کی وجہ سے ان کی حفاظت اور پناہ میں ان کے آباد کردہ قصبہ میں رہتے ہیں۔ ان سے چوہدری صاحب موصوف کا کاغذ کے پرزہ پر انگوٹھے لگوا لینا۔ اور ان کی عورتوں اور لڑکے لڑکیوں کے نام لکھ لینا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔

پس جب ان ۱۰۲ ناموں کی یہ حقیقت ہے تو اس کو مباحثہ کی کامیابی کہنا۔ اور اسے حق پر ہونے کی دلیل ٹھہرانا واقف کار لوگوں کے نزدیک حد درجہ کی بیہودگی ہے۔ گر چاہیے کہ چھوڑا نہیں سمانا۔ اس سے ہم صرف اتنا دریافت کرتے ہیں کہ کیا آپ لوگوں کو مباحثہ بدوملہی کے ایام میں ہی ”حق“ ملا گیا ہے۔ یا اس سے پہلے بھی۔ اگر انہیں ایام میں حاصل ہوا ہے۔ اور پہلے آپ لوگ باطل پر تھے۔ تو ہم مانے لیتے ہیں کہ موضع بدوملہی میں چودھری سرفراز خاں صاحب کا اپنے مزارعین اور خدمتگاروں کے انگوٹھے لگوا کر اور ان کی بیوی بچوں کے نام لکھ کر ایک فہرست شائع کردینا آپ لوگوں کے تازہ بتازہ حق پر ہونے کا کرشمہ ہے۔ لیکن اب اگر حق حاصل نہیں ہوا۔ بلکہ اسی وقت سے تم حق پر ہو۔ جبکہ مرکز سلسلہ سے منقطع ہوئے تھے تو بتلاؤ مباحثہ بدوملہی سے پہلے تمہارے حق پر ہونے کا اسی قسم کا کوئی ثبوت کیوں نہ رونما ہوا۔ اگر تو آپ لوگوں کے نزدیک تمام دنیا پر سعادت مند اور حق پسند بدوملہی کے موچی۔ تیلی۔ کمہار وغیرہ لوگ ہی رہ گئے ہیں۔ اور تمہارے حق پر ہونے کو چوہدری سرفراز خانصاحب کے مزارع اور خدمتگار ہی سمجھ سکتے ہیں۔ تو خیر ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ یہی مدثر شاہ صاحب کئی جگہ مارے مارے پھرتے ہیں۔ وہاں کوئی ان کو پوچھتا تک نہیں۔ اور کبھی ان کے ذریعہ مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کی کوئی بھی لمبی چوڑی فہرست شائع نہیں ہوئی۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ ہر جگہ کے لوگ ان حالات میں گھرے ہوئے نہیں رہتے جن میں چودھری سرفراز خاں صاحب کے مزارع وغیرہ گھرے ہوئے تھے۔ اس لیئے ان کے نزدیک مدثر شاہ صاحب کی باتیں پرکاہ جتنی بھی وقعت نہیں رکھتیں۔ چنانچہ کئی مقامات پر جس وقعت اور قدر کی نظر سے دیکھا گیا ہے اس سے وہ خود ہماری نسبت زیادہ آگاہ ہیں۔

پھر کس منہ سے بار بار مباحثہ بدوملہی میں اپنی کامیابی کے راگ گائے جاتے ہیں۔ عقل و ہوش سے کام لو اور خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ اس قسم کی فریب کاریوں سے نہ کبھی پہلے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اور نہ اب ہو سکتی ہے۔ بلکہ اس قسم کی حرکات حد درجہ کی ناکامی اور نامرادی کا پتہ دیتی ہیں۔

جمعہ کے دن مسجد میں کہاں بیٹھے

عن سمرة بن جندب ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال احضروا الذکر وادنوا من الامام فان الرجل لایزال یتباعد حتی یؤخر فی الجنة وان دخلها (سنن ابی داؤد)

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن خطبہ میں حاضر ہو۔ اور امام کے نزدیک رہو۔ کیونکہ آدمی ہمیشہ دور رہتے رہتے جنت میں جاتے وقت دور رہیگا۔ اگرچہ داخل بھی ہو جائے +

مسیح موعود اور اسکے اصحاب

مسیح موعود کا مرتبہ

۱- ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ یہ آیت مسیح موعود کے حق میں ہے (سنانة المسیح ق)

۲- محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم :- اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا۔ اور رسول بھی۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۴)

۳- ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا۔ سو وہ ظاہر ہو گیا۔ (غلطی کا ازالہ صفحہ ۱۱)

۴- میں بموجب آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ (غلطی کا ازالہ صفحہ ۷)

۵- اور جس نے اس بات سے انکار کیا۔ کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے۔ جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی۔ پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔ (خطبہ الہامیہ ترجمہ حضرت سلطان القلم صفحہ ۱۸۱)

۶- اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا۔ (ب) اور جو شخص مجھ میں اور مصطفےٰ میں تفریق کرتا ہے۔ اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے

مسیح موعود کے اصحاب کا مرتبہ :-

۱- آیت کریمہ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم ہے۔ تمام اکابر مفسرین اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ اس آیت کا آخری گروہ یعنی مسیح موعود کی جماعت صحابہ کے رنگ میں ہونگے اور صحابہ رضی اللہ عنھم کی طرح بغیر کسی فرق کے آنحضرت صلعم سے فیض اور ہدایت پائینگے۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۴ طبع لول)

۲- مسیح موعود جس کے ذریعہ سے وہ لوگ صحابہ ٹھہرے اور صحابہ کی طرح زیر تربیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمجھے گئے۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱۱)

(ب) اگر بروز صحیح نہ ہوتا تو پھر آیت وآخرین منہم میں اس موعود کے رفیق آنحضرت صلعم کے صحابہ کیوں ٹھہرتے۔ (صفحہ ۹ غلطی کا ازالہ)

۳- پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا- درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی معنی آخرین منہم کے لفظ کے بھی ہیں جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱)

۴- کیا آخرین منہم کی آیت میں فکر نہیں کرتے اور کس طرح منہم کے لفظ کا تحقق ہو۔ اگر رسول کریمؐ آخرین میں موجود نہ ہوں۔ جیسا کہ پہلوں میں موجود تھے پس جو کچھ ہم نے ذکر کیا اسکی تسلیم سے چارہ نہیں اور منکروں کے لئے بھاگنے کا رستہ بند ہے۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۱)

۵- وآخرین منہم لما یلحقوا بہم یعنی آنحضرت کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے۔ جو ابھی ظاہر نہیں ہوا- یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں۔ اور ایمان کی حالت میں اس کی صحبت سے مشرف ہوں اور اس سے تعلیم اور تربیت پائیں پس اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنیوالی قوم میں ایک نبی ہوگا- کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا- اس لئے اس کے اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائینگے- اور جس طرح صحابہ نے اپنے رنگ میں خدا تعالےٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں وہ اپنے رنگ میں ادا کرینگے- (حقیقۃ الوحی تتمہ صفحہ ۶۷)

۶- اور منعم علیہم کے کامل طور پر مصداق باعتبار کثرت کمیت اور صفائی کیفیت اور نعماء حضرت احدیت از روئے نص صریح قرآنی اور احادیث متواترہ حضرت رسول یزدانی دو گروہ ہیں ایک گروہ صحابہ اور دوسرا گروہ جماعت مسیح موعود کیونکہ یہ دونو گروہ آنحضرت صلعم کے ہاتھ سے تربیت یافتہ ہیں۔ کسی اپنے اجتہاد کے محتاج نہیں۔

۷- [illegible] اور درمیانی گروہ جس کو رسول اللہ صلعم نے فیج اعوج کے نام سے موسوم کیا ہے- اور جن کی نسبت فرمایا ہے لیسوا منی ولست منہم یعنی وہ لوگ مجھ میں سے نہیں ہیں- اور نہ میں انمیں سے ہوں۔ گروہ حقیقی طور پر منعم علیہم نہیں ہیں- اور اگرچہ زمانہ فیج اعوج میں بھی جماعت کثیر گمراہوں کے مقابل نیک اور اہل اللہ اور ہر صدی کے سر پر مجدد بھی ہوتے رہے ہیں۔

لیکن حسب منطوق آیت ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین خالص محمدی گروہ جو ہر ایک پلید ملونی اور آمیزش سے پاک اور توبہ نصوح سے غسل دیئے ہوئے ایمان اور دقائق عرفان اور علم اور عمل اور تقویٰ کے لحاظ سے ایک کثیر التعداد جماعت ہے- یہ اسلام میں صرف دو گروہ ہیں- یعنی گروہ اولین و گروہ آخرین جو صحابہ اور مسیح موعود کی جماعت سے مراد ہے- اور چونکہ حکم کثرت تعداد اور کمال صفائی انوار پر ہوتا ہے اسلئے اس سورۃ میں انعمت علیہم کے فقرہ سے مراد یہی دو گروہ ہیں- یعنی آنحضرت صلعم مع اپنی جماعت کے اور مسیح موعود مع اپنی جماعت کے۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۸۰)

حوالہ جات مندرجہ بالا ان لوگوں پر حجت ہیں- جو اصحاب مسیح موعود کی عیب چینیاں کرتے ہیں- اور کہتے ہیں- کہ ان کی صحابہ آنحضرت سے کیا نسبت ہے یا ان سے گھٹیا درجہ کے ہیں- اور دلیل یہ دیتے ہیں- کہ اُن اصحاب نے آنحضرت صلعم سے تربیت پائی اور ان لوگوں نے مسیح موعود سے دونوں میں فرق بیّن ہے- حالانکہ حوالجات مافوق الذکر سے ثابت ہے- کہ مسیح موعود کو وہی خاتم الانبیاء اور محمد رسول اللہ فرمایا- اور مسیح موعود و مصطفےٰ میں تفریق کرنے سے منع کیا کیونکہ مسیح موعود بھی جامع جمیع کمالات محمدیہ ہے پھر صحابہ مسیح موعود کو آنحضرت صلعم کے ہاتھ کے تربیت یافتہ اور آنحضرت کے صحابہ قرار دیا- پس ان دونوں گروہوں میں تفریق کرنی یا ایک کو دوسرے سے مجموعی رنگ میں افضل قرار دینا ٹھیک نہیں- یہ دونوں فرقے درحقیقت ایک ہی جماعت میں ہیں صرف زمانہ کا فرق ہے- وہ بعثت اولیٰ کے تربیت یافتہ ہیں یہ بعثت ثانیہ کے- اور بعثت ثانیہ کی نسبت خطبہ الہامیہ میں ہے:-

> اسی طرح ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا- اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہیٰ نہ تھا- بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا- پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اسوقت پوری طرح سے تجلی فرمائی- جیسا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں احسن الخالقین خدا کے اذن سے پیدا ہوا تھا- اور خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کے لئے اور اپنے نور کے غلبہ کے لئے ایک مظہر اختیار کیا- جیسا کہ خدا تعالےٰ نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تھا- پس میں وہی مظہر ہوں پس ایمان لا اور کافروں میں سے مت ہو- (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۷/۱۷۸)

(مکمل)

امت میں ایک ہی نبی

"سائل نے سوال کیا کہ اگر اسلام میں اس قسم کا نبی ہو سکتا ہے- تو آپ سے پہلے کون نبی ہوا ہے؟" حضرت نے فرمایا- یہ سوال مجھ پر نہیں بلکہ آنحضرت صلعم پر ہے انھوں نے صرف ایک کا نام نبی رکھا ہے اس سوال کے جواب دینے کا اس واسطے میں ذمہ دار نہیں۔" (بدر سنہ ۱۹۰۶ء)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی رائے

خواجہ کمال الدین صاحب کی طرز تبلیغ پر

صرف یہ کہہ دینا کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے - اور نجات اسی میں ہے - یہ صرف دعویٰ ہے - جب تک اس پر دلیل نہ ہو یہ دعویٰ قابل قبول نہیں ہو سکتا - اور دلیل یہی ہے کہ کوئی ایسا شخص پیش کیا جائے - جو اسلام پر پوری طرح عملدرآمد کرنے سے وارث الجنۃ اور نجات یافتہ کہلانے کا مستحق ہو اور اس میں وہ سب باتیں موجود ہوں - جو ایک نجات یافتہ شخص میں ہوا کرتی ہیں - × × × × سو الحمد للہ کہ آج ہم میں ہمارا امام موجود ہے جس میں یہ سب باتیں موجود ہیں - اور جس کا وجود اسلام کے زندہ مذہب ہونے پر ایک کافی و شافی دلیل ہے - اور وہ کل دنیا کے لئے برہان ہے - پس کسی کی یہ تجویز پیش کرنی کس قدر لغو ہے بالخصوص ہم پر تجویز پر عمل درآمد کرنا ناقل) کہ ......

اسلام کی اشاعت کے متعلق تو مضامین لکھے جائیں مگر حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ بیچ میں نہ ہو - (کیا اسلامک ریویو مسلم انڈیا میں یہی بات تو نہیں ؟) × × × سو جب بلا دلیل کے دعوے پیش کرنا خود خدا تعالیٰ کے قول کے مطابق ہرزے تو کو ڈسلے ہیں - تو پھر کسی .... کا اس بات پر زور دینا کہ دعوے بلا دلیل پیش کیا جائے کیسا عجیب و غریب ہے - کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ صرف مردہ اسلام دنیا کے سامنے پیش کیا جائے - اور اگر یہ نہیں چاہتے بلکہ چاہتے ہیں - کہ یہ ثابت کیا جائے کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے - دعویٰ بلا دلیل ہے - جب تک نجات یافتہ شخص بطور دلیل کے نہ پیش کیا جائے - جس کا وجود اس بات کا ثبوت ہو کہ واقعی اسلام کا خدا زندہ خدا اور اسلام کا نبی زندہ نبی ہے - اور قرآن کریم زندہ کتاب ہے - اور اسی طرح اسلام کی زندگی پر مہر لگ جاتی ہے - اور ایسا شخص الحمد للہ کہ ہم میں موجود ہے - اور وہ وہی ہے جو آج ہمارا امام ہے - مگر آہ کس بیدردی کے ساتھ کہا جاتا ہے - کہ اس شخص کو دنیا کے سامنے نہ پیش کرو - دوسرے لفظوں میں گویا یہ کہ اسلام میں سے اسکی روح نکال کر بیجان جسم کو دنیا کے سامنے پیش کرو - کیا یہ اسلام کی خیر خواہی ہے ہرگز نہیں بلکہ اس دلیل کو جو خدا نے اسلام کی صداقت پر دنیا کے سامنے پیش کی ہے چھپانا سخت غلطی ہے × × × اس وجود کو تو بطور فخر اور ناز کے پیش کرنا چاہیئے - نہ کہ چھپانا چاہیئے - × × (احمد کے دربار کا بھکاری بشارت احمد عفی اللہ عنہ)

منقول از اخبار بدر نمبر ۱۶ جلد ۲ - ۱۹ - اپریل ۱۹۰۶ء

یہ مضمون ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے حضرت اقدس کے عہد خوشتر ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے - مہربانی سے اسے دوبارہ پڑھ لیں - اور مجھے بتائیں کہ خواجہ کمال الدین صاحب جس اسلام کی اشاعت انگلستان میں کرنے کے مدعی ہیں وہ آپ کی تحریر کے مطابق **مردہ اسلام ہے یا نہیں؟** کیونکہ اس میں حضرت مسیح موعود کا وجود نہیں پیش کیا جاتا - وہ مسیح موعود کا وجود حسب مسلمات آپ کے بطور دلیل کے ہے یا نہیں ؟ آیا یہ دلیل انگلستان میں پیش کی جاتی ہے یا اسے چھپایا جاتا ہے - اگر چھپائی جاتی ہے تو یہ سخت غلطی ہے یا نہیں ! - اور اسلام میں سے گویا اسکی روح نکال کر پیش کرنا ہے یا نہیں - ڈاکٹر صاحب ضرور جواب دیں گے - اور دیگر احباب پیغام بھی اس پر غور کریں - ہاں ڈاکٹر صاحب یہ بھی بتا دیجئے کہ یہ ... کسکو فرمایا ہے پہچھ ورنہ آپ بھکاری ہیں ؟ (اکمل)

شاہجہان پور میں جلسہ تبلیغ

۷ - مئی کے حالات پہلے درج ہو چکے ہیں - ۸ - مئی کو جناب حافظ روشن علی صاحب کا لیکچر تو ایک خاص مضمون پر ہونا تھا لیکن ایک منصف مزاج طالب تحقیق نے حیات مسیح اور ختم نبوت پر نہایت تہذیب اور متانت سے چند تحریری سوالات بذریعہ سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ شاہجہان پور پیش کرکے جواب کی خواہش کی اس لئے جناب موصوف نے انہیں سوالات کے جوابات میں تقریر شروع فرمائی - ہرچند کہ حضرت علامہ نے پہلے روز وفات مسیح پر اسقدر بیان فرمایا تھا جس سے بڑھ کر تصور میں بھی نہیں آسکتا - مگر باوجود اس کے ان سوالات کے جواب دیتے ہوئے آیت شریفہ یا عیسےٰ انی متوفیک ورافعک الی الخ اور وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم الخ اور وان من اھل الکتب الا لیؤمنن بہ الخ اور وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بھا الخ اور واذ قال اللہ یا عیسےٰ ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی الخ کے ایک ایک لفظ کے متعلق تحقیق کے ایسے دریا بہائے اور وفات مسیح پر ایسے ایسے نادر و لطیف اور ساتھ ہی قوی و زبردست اور روشن و درخشاں دلائل پیش فرمائے کہ دن چڑھا دیا - اور منصف مزاج اور حق پسند سامعین کو محو حیرت بنا دیا - اہل انصاف پر ایک کیفیت وجد طاری تھی اور صاحبدل جھوم رہے تھے - عجب وقت اور عجب سماں تھا - الفاظ میں اس حالت کا نقشہ کسی طرح نہیں کھچ سکتا - وہ حالت دیکھنے ہی سے متعلق تھی - آخری سوال ختم نبوت کے متعلق تھا - اس کے جواب میں مقرر علامہ نے آیت شریفہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی ایسی لطیف تفسیر اور ایسے ایسے نکات و معارف بیان فرمائے جو مقرر علام ہی کا حصہ تھے - آپکی تقریر سے ظاہر تھا

وی پی آتے ہیں

جن خریداران الفضل کا چندہ ماہ مئی میں ختم ہوتا ہے - ان کے نام یکم جون کا پرچہ وی پی ہو گا احباب حسب معمول بغیر لکھے اپنے فرض سے ادا ہوں - میں خود جملہ کی خریداری بڑھانے کی تحریک کرتا ہوں - مگر ہمارے دوست ہیں کہ ہر مہینے چند وی پی واپس کرتے ہیں - ۱۲ خریدار ...

کہ ہم احمدیوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہ ماننے کا اتہام لگایا جاتا ہے۔ حالانکہ حقیقی و واقعی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننے والے تو اس زمانہ میں صرف ہم احمدی ہی ہیں۔ ہمارا اور زمانہ موجودہ کے مدعیان علم کا اختلاف آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے میں نہیں ہے۔ بلکہ اختلاف خاتم النبیین کے معنی میں ہے۔ وہ لوگ ایسے معنی کرتے ہیں۔ جو از روئے قرآن وحدیث ولغت کے بھی مطابق ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ووقار کا بھی اظہار کرتے ہیں۔ جب یہ تقریر آیت شریفہ کے آخری حصہ پر پہنچی تو اسی قسم کی مخلوق نے جو ایسی تقریروں میں شور وغل کے ذریعہ خلل ڈالنے کی نسلاً بعد نسلٍ خوگر چلی آتی ہے۔ اور آجکل جس جلسہ میں حکومت وقت سے مدد لیکر اُس کے منہ بند کرنیکا قرار واقعی انتظام نہ کرلیا گیا ہو۔ شور وغل کرنے میں اپنے اسلاف سے بھی آگے بڑھ جاتی ہے۔ شور وغل برپا کر دیا۔ اور دس پندرہ منٹ تک اس شد ومد سے یہ سلسلہ جاری رکھا کہ مقرر علام کو تقریر بند کردینی پڑی۔ آخر جب یہ عجیب الحرکات مخلوق نہایت نامراد و ناکام خائب وخاسر اور اپنے ہی کردار کی بدولت بے حد خفیف و ذلیل ہو کر مقام جلسہ سے شور وغل مچاتی بیہودہ کلمات زبان پر لاتی ہوئی چلتی پھرتی نظر آئی اور جلسہ میں صرف مہذب وشائستہ اور متین و سنجیدہ وشریف الطبع اصحاب باقی رہ گئے۔ تو مقرر علام نے اپنی بقیہ تقریر ختم فرمائی۔ اور جلسہ دعا پر ختم ہوگیا۔ سعید الفطرت اصحاب پر مقرر علام کے معجزانہ بیان کا ایسا اثر ہوا ہے۔ جو بہت اُمید افزا ہے۔ حق پسندوں نے اقرار کیا ہے کہ مقرر علام تبحر علمی ومعلومات اسرار ونکات قرآنی میں آپ ہی اپنی نظیر ہیں۔ آخر میں یہ ظاہر کردینا بھی ضروری ہے کہ مذکورہ بالا مخلوق کیا تھی اور کیا چاہتی تھی۔ ۷- مئی کو جب جلسہ ختم ہوا ہے۔ تو بعض طالب تحقیق اصحاب نے مولوی اشرف علی صاحب سے درخواست کی کہ ان تقریروں میں کوئی امر قابل اعتراض ہو تو آپ اس پر اعتراض کرکے جواب طلب کریں۔ کہ حاضرین کو فائدہ پہنچے۔ مولوی صاحب نے اس کے جواب میں کیا فرمایا۔ اور حافظ سید مختار احمد میاں صاحب اور علامہ حافظ صاحب سے کیا گفتگو کی۔ اس کی مفصل کیفیت تو علیحدہ شائع ہوگی۔ خلاصہ یہ کہ مولوی صاحب نے اس وقت کوئی اعتراض کرنا منظور نہ کیا۔ اور یہ تجویز احمدیوں سے منظور کرائی کہ آٹھ مئی کو ۹ بجے سے اس طرح تقریریں ہوں کہ حافظ صاحب نے وفات مسیح کے جو دلائل پیش کئے ہیں ان میں سے جس قدر ہم کو محفوظ ہیں ہم اُن کا جواب دیں اور اسی میں کچھ دلائل حیات مسیح کے بھی شامل کردیں۔ ایک گھنٹہ ہم تقریر کریں اور ایک گھنٹہ حافظ صاحب۔ اسی طرح پھر ایک گھنٹہ ہم اور ایک گھنٹہ حافظ صاحب اور پھر مولوی صاحب یہ فرما کر کہ ہمارے پاس حیات مسیح کے دس ہزار دلائل ہیں۔ اور یہ طے کرکے کہ یہ تقریریں ہمارے ہی محلہ میں معقول اصحاب میں سے کسی کے ہاں ہونگی۔ اور ہم اہل محلہ سے مشورہ کرکے صبح ہی آپ لوگوں کو اطلاع دیدیں گے تشریف لے گئے۔ لیکن مولوی صاحب نے ہم کو کوئی اطلاع نہیں دی۔ ہاں بعض طالب تحقیق غیر احمدی اصحاب سے (جو مولوی صاحب کی اس حرکت سے بہت ہی متنفر وبیزار تھے) معلوم ہوا کہ مولوی صاحب نے رات ہی سے ایسی تدبیریں شروع کردیں۔ کہ تقریروں کی جو تجویز خود انھوں نے پسند فرمائی ہے۔ اس کی نوبت نہ آنے پائے۔ منجملہ ان کے ایک یہ کہ مولوی صاحب اپنے محلہ کے شرفا میں سے کسی کے ہاں نہیں بلائیں گے۔ بلکہ عین وقت پر جامع مسجد میں بلوائیں گے۔ اور چونکہ وہ جانتے ہیں کہ حفظ امن کی ذمہ داری حاصل کئے بغیر آپ عوام کے مجمع میں نہیں آئیں گے۔ اس لیئے انھوں نے یہ تدبیر کی ہے تا جب آپ تشریف نہ لیجائیں۔ تو اُنھیں یہ کہنے کا موقع ملے کہ دیکھو تقریری مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی۔ یہ سنکر فوراً مولوی صاحب کو اطلاع دی گئی کہ آپنے تو ہم سے شرفاء محلہ میں سے کسی کے ہاں ایک ایک گھنٹہ تقریری مباحثہ کا وعدہ کیا تھا اور فرمایا تھا کہ صبح ہم اطلاع دیں گے کہ یہ تقریری مباحثہ کہاں ہوگا۔ لیکن آپنے کوئی اطلاع نہیں دی اب معلوم ہوا ہے کہ آپ ہم کو جامع مسجد میں بلانا چاہتے ہیں۔ یہ امر آپ کے معاہدے کے خلاف ہے۔ نہ ہم سے آپ سے جامع مسجد میں تقریریں کرنیکا وعدہ ہوا ہے نہ آپ وہاں مجمع عام میں امن قائم رکھ سکتے ہیں اس کے لیئے تو معزز ین محلہ میں سے کسی صاحب کا مکان ہی موزون ہے۔ اور اگر آپ کو مکان نہ ملے تو پھر یہاں تشریف لے آئیں۔ اور ہر چند کہ جامع مسجد میں ہمارے بلوانے کے لیئے آپکے اصرار کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ لیکن اگر آپ کو اسی پر اصرار ہو تو خیر ہم وہیں آجائیں گے۔ آپ متولی صاحب جامع مسجد اور دو اراکین سے حفظ امن کی تحریری ذمہ داری ہمارے پاس بھجوادیں۔ اور تقریروں کے وقت چند باا ثر رؤسا شہر کی موجودگی کا انتظام فرمائیں مولوی صاحب نے اس اطلاع کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور ایک بجے کے قریب ایک مطبوعہ اشتہار ہمارے پاس بھیجا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جامع مسجد میں علماء اہل سنت کا وعظ ہے۔ مرزائیوں نے بھی یہیں آنے کا وعدہ کیا ہے۔ جملہ اہل اسلام شرکت فرمائیں۔ اول تو جو امر قرار پایا تھا۔ یعنی ایک ایک گھنٹہ کی تقریریں۔ اس کا اشتہار میں ذکر نہیں تھا۔ دوسرے مولوی صاحب نے بغیر حفظ امن کی ذمہ داری کے ہم کو مجمع عوام میں بلوایا۔ لیکن اشتہار میں اپنا نام تک لکھنے کا حوصلہ نہ فرمایا۔ مولوی صاحب کی اس خلاف معاہدہ مغالطہ آمیز کارروائی پر نہایت افسوس ہوا۔ اور ان کو فوراً دوبارہ بذریعہ تحریر معاہدے کی طرف توجہ دلائی۔ اور ایک قلمی اشتہار کے ذریعہ پبلک کو غیر احمدیوں کے اشتہار کے سراپا مغالطہ ہونے کی اطلاع دی۔ تعجب

ہنگامۂ یورپ

مقامی جنگ بڑھ رہی ہے

لنڈن ۲۰ مئی آج شب کی کیبنیک میں سر ڈگلس ہیگ رقمطراز ہیں کہ فرانسیسیوں نے لوکری کے مشرق اور جنوب مشرق میں آج شب کو کامیاب تاخت کی۔ چار ہزار گز کے میدان پر کامل تسلط کیا اور چار سو قیدی گرفتار کیے۔ البرٹ کے شمال میں آج صبح کی مقامی جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے چند آدمی لاپتہ ہیں۔ ہمنے ہیبوٹرن کے مشرق رویہ جرمنی مورچہ پر یلغار کیا۔ قیدی اور دو کلدار توپیں گرفتار کیں۔ بہتونی کے شمال میں دشمن نہایت سرگرمی سے گاس کے گولے پھینک رہے تھے۔

توپخانوں کی لڑائیاں

لنڈن ۲۱ مئی۔ گذشتہ شب کا فرانسیسی کمیونیک مظہر ہے کہ توپخانوں کی سرگرمی وقتاً فوقتاً آیورے کے جنوب میں نہایت مہلک تھی اور نواح مانت ولیسکنی کے بعض مورچوں پر وہی شدت رہی۔

مزید مہلک ہوائی تاخت

لنڈن ۲۱ مئی ۱۲ بجکے ۳۰ منٹ صبح ایک کمیونیک میں ہوائی جد و جہد کے متعلق سر ڈگلاس ہیگ ناقل ہیں کہ ہمنے ۱۹ مئی کو سترہ ٹن وزن کے گولے دشمن کے ریلوے سٹیشنوں ہوائی جہاز کے مستقروں۔ رسدگاہوں پر پھینکے اس لائین کے مشرقی حصہ میں شدید ہوائی مقابلے ہوئے۔ جہاں غنیم کے کئی دستوں نے ہمارے بمبازوں پر حملہ کیا۔ ہم نے دشمن کے ۱۹ آلے گرا دیئے۔ اور تین آلے بیکار کر دیئے ہمارے ۱۲ آلے لاپتہ ہیں۔ جانبین سے شب کے وقت نہایت سرگرمی سے بمبازی ہوتی رہی۔ ہمارے بمبازوں نے کولنس ڈوائی۔ ڈان مارکوبنگھ ریکو اسٹیشن ہینٹ ٹوئیس اور مغربی ہوائی مستقر لے اور باپوم پر ۱۵ ٹن وزن کے گولے پھینکے۔ ہمارے آلات ہوائی کو مارنیوالی توپوں نے غنیم کے آلات ہوائی کی ایک بڑی تعداد کو نیچے گرا دیا۔ ہمارے تمام آلے واپس آگئے۔ ہم نے ایک ٹن کے گولے دوشنبہ کے روز گاس کے کام کرنے والی بارک اور کوتسرہ کے شمال مغرب میں ریلوے سٹیشن لاتندان پر پھینکے۔ ہمنے کئی مرتبہ ریلوے پر ٹھیک نشانہ لگایا جسکی وجہ سے دو گاڑیوں میں آگ لگ گئی۔ تمام مشینیں واپس آگئیں۔

جرمن حملہ کے ابتدائی آثار

لنڈن ۲۱ مئی جرمن حملہ میں جو توقف ہو رہا ہے۔ اس کے متعلق مبصرین جنگ طرح طرح کی خیال آرائیاں کر رہے ہیں۔ بعضوں کا خیال ہے کہ موسم کی ناموافقت کے سبب سے جرمنوں نے اپنے حملہ کی صورت میں ترمیم کر دی ہے۔ اور وہ اپنی سپاہ کو از سر نو مرتب کر رہے ہیں اور اس میں ہمارے ہوا باز برابر دشمن کو پریشان کر رہے ہیں۔ اور اس کے اجتماع میں خلل انداز ہوتے ہیں۔ ایک نیم سرکاری بیان میں مرقوم ہے کہ اسوقت ۱۲۲ میل کے محاذ پر آرا اور البرٹ کے جنوب میں دشمن کی گولہ باری بہت شدید ہوتی تھی۔ جو بظاہر دشمن کا حملہ شروع ہونے کے ابتدائی آثار ہیں۔ اور اس کے علاوہ ہوائی جد و جہد بڑھتی جاتی ہے۔

مرویل میں انگریزی کامیابی

لنڈن ۲۱ مئی سر ڈگلس ہیگ لکھتے ہیں کہ شدید گولہ باری کے بعد مرویل کے شمال مشرق میں دشمن نے ۱۲ سو گز کے محاذ پر حملہ کیا۔ لیکن سخت جد و جہد کے باوجود غنیم کے پیدل ہماری جدید لائن کے صرف دو نقاط پر پہنچ سکے۔ جہاں ابھی خوب مرمت کیگئی۔ ہماری لائن برقرار رہی۔ ہمنے کچھ قیدی بھی گرفتار کیے۔ فرانسیسی اور بلجین محاذ پر توپخانہ کی لڑائی ہوتی رہی۔

جرمنی کے جدید قسم کے آلات ہوائی

لنڈن ۲۰ مئی رائٹر کا نامہ نگار فرانسیسی صدر مقام سے بذریعہ تار اطلاع دیتا ہے۔ کہ جرمنی کے گوتھا قسم کے جن جہازوں نے گذشتہ شب کے ہوائی حملہ میں حصہ لیا تھا۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ اس پر تین موٹر ہوتے ہیں جن میں ہر ایک کی طاقت ۳۰ گھوڑوں کی ہوتی ہے۔ اس پر ۹ آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ لیکن حملہ کے وقت ۵ اور ۶ کے درمیان آدمی بیٹھتے ہیں۔ تاکہ زیادہ تعداد میں..... بم لیجائے جا سکیں اور قریب ایک ٹن وزن کے گولے جسمیں ۸۵ پھٹنے والے گولے ہوتے ہیں۔ اس پر رکھے جا سکتے ہیں چونکہ اس قسم کی مشینیں شب میں مشکل سے زمین پر اتر سکتی ہیں۔ یہ امر یقینی ہے کہ کسی اچانک واقعہ میں نقصانات کی زیادہ تعداد ہوگی۔

توپخانے کی شدید آتشباری

لنڈن ۲۱ مئی پیرس سے آنیوالا تار مظہر ہے کہ برطانوی محاذ جنگ پر توپخانہ کی اور نیز ہوائی جد و جہد میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ ایک لاکھ ۵۰ ہزار گولے ۵ ملیمیٹر کے ۳ فوجی کور مختلف خط جنگ میں روزانہ استعمال کر رہے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ جرمن سوی کے شمال میں حملہ کرینگے۔ آسٹریلوی سپاہ مسلسل خفیف حملوں سے دشمن پر بہت دباؤ ڈال رہی ہے۔ مارچ ۱۹۱۸ء میں قریب ۱۹ بریگیڈیر جرمن جنرلوں کے ہلاک ہوئے ہیں۔

روسی بلوے میں جرمنی فوجیں

لنڈن ۱۹ مئی ماسکو استھونیا میں بمقام وشبرگ جرمن رجمنٹوں میں بلوہ ہو گیا۔ متعدد افسران قتل ہو گئے۔ جرمن ہائی کمانڈ نے فرو کرنیوالی فوج روانہ کی جس نے ۲۰۰ غداروں کو گرفتار کر لیا۔ انہیں سے دس کو فوراً گولی ماری گئی۔ دوسرا بلوہ جرمن رجمنٹ نمبر ۳۷۵ میں بمقام ڈیونسک ہوا جسکو روسی اندرونی علاقہ سے واپس آنیوالے اسیران جنگ نے برداشت کیا

وفادار رعایا سے درخواست

لنڈن ۱۸ مئی لارڈ لفٹننٹ آئرلینڈ نے ایک اعلان بیان کیا ہے کہ جرمنوں کی ایک سازش آئرلینڈ میں ظاہر ہوئی ہے۔ اور وفادار رعایا سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ سازش کو دبا دیں +

از افاضات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

(مرتبہ غلام نبی - بلانوی)

سورہ یوسف

بقیہ بارہواں رکوع

(۳۰ - جنوری ۱۹۱۸ء)

ہوکر پکارتا ہوں - اللہ کی طرف اور میرے ساتھی بھی - دوسرے یہ کہ میرا یہ رستہ ہے - جس کی طرف میں بلاتا ہوں - اگر قبول کروگے تو سکھ پاؤ گے - اور اگر رد کروگے تو دکھ پاؤ گے - اور جو کچھ میں کہتا ہوں وہ خیالی اور وہمی نہیں - بلکہ علی وجہ البصیرۃ ہے - اسی طرح میرے متبع بھی بصیرت پر قائم ہیں -

بصیرت ان دلائل کو کہتے ہیں - جو صرف عقلی ہی نہ ہوں - بلکہ مشاہدات میں آجائیں -

اور اللہ پاک ہے - اور میں مشرکوں سے نہیں - یہاں اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی کا ذکر کرنے کے دو مطلب ہیں -

(۱) یہ کہ جن لوگوں میں آیا ہوں ان میں کسی نہ کسی رنگ میں شرک پایا جاتا ہے جیسا کہ پہلے فرمایا تھا وما یومن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون - چونکہ ہر قسم کے شرک کی وجہ سے خدا پر الزام آتا ہے - کہ گویا اس چیز کے مقابلہ میں خدا حقیر ہے - اس لیے فرمایا اللہ پاک ہے - اور جن چیزوں کو اس کا شریک بنایا جاتا ہے - وہ اس کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتیں - (۲) یہ کہ فرمایا تھا کہ میں اور میرے متبع بصیرت پر ہیں - جس سے یہ خود ہی معلوم ہوگیا کہ آپ کے مخالف بصیرت پر نہیں ہیں - کیونکہ بصیرت ایک ہی ہو سکتی ہے - یہ نہیں کہ جو کچھ نبی کہے وہ بھی مشاہدہ میں درست ثابت ہو - اور جو اس کے مخالف کہیں وہ بھی مشاہدہ میں صحیح نکلے - ایسا نہیں ہو سکتا - تو چونکہ صرف نبی اور اس کے متبع ہی بصیرت پر ہوتے ہیں - اس لیے فرمایا - اللہ ایسا نہیں کہ اپنے نبیوں کو بصیرت پر قائم نہ کرے - اور اس کے متبعین کو بھی بصیرت پر نہ کھڑا کرے - بلکہ وہ ایسا ضرور کرتا ہے - اس لیے وہ اس قسم کے شک و شبہ سے بالا ہے - کہ وہ نبی کو بصیرت نہ عطا کرے -

مرد ہی نبی ہوتے ہیں

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ؕ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ اور نہیں بھیجا ہم نے تم سے پہلے - مگر مردوں کو وحی کرتے تھے - ان کی طرف اہل بستیوں میں سے - اس سے استدلال ہوتا ہے کہ عورت نبی نہیں ہوئی - مرد ہی نبی ہوتے رہے ہیں - کیونکہ رجل مرد کو کہتے ہیں -

انبیا اور ان کے متبع ہی کامیاب ہوتے ہیں

فرمایا کیا یہ پھر کر نہیں دیکھتے کہ پہلے نبیوں کا انکار کرنے والوں کا کیا انجام ہوا - نبی اور ان کے ساتھی کمزور تھے - مگر کیا ہوا وہی کامیاب ہوئے - اور ان کے مخالف باوجود طاقت رکھنے کے ذلیل و رسوا ہوتے رہے - پھر یہ کیوں عقل سے کام نہیں لیتے - اور پہلی مثالوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے -

قد کذبوا کا مطلب

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَايْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّیَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

یہاں تک کہ جب رسول ناامید ہو گئے۔ اور خیال کیا گیا۔ کہ جھوٹ بولا گیا ہے۔ تو اس وقت ہماری مدد آئی۔ اور جس کو چاہا ہم نے نجات دی۔ اور ہم نہیں ہٹلاتے عذاب کو مجرم قوم سے۔

اس آیت کے معنوں میں بہت اختلاف ہے۔ اس کے اگر یہ معنی کئے جائیں۔ کہ رسولوں نے گمان کیا۔ کہ ان سے جھوٹ بولا گیا۔ تو یہ کہنا پڑیگا کہ انھوں نے نعوذ باللہ خدا پر جھوٹ بولنے کا گمان کیا۔ حالانکہ ان کو اللہ پر اس قدر ایمان ہوتا ہے۔ کہ اس قسم کا خیال ان کے دل میں آ ہی نہیں سکتا۔ اس لئے یہ معنی تو ہو نہیں سکتے۔ ہاں یہ ہو سکتے ہیں۔ کہ:-

(۱) یہاں تک کہ جب رسول بھیجے گئے۔ اور جن لوگوں کی طرف بھیجے گئے تھے۔ انھوں نے مشکلات اور تکالیف کی شدت کی وجہ سے یہ سمجھ لیا۔ کہ ان سے جو کامیابی کا وعدہ کیا گیا تھا وہ جھوٹ بولا گیا۔ تو ہماری مدد آئی اور وہ کامیاب ہو گئے۔

(۲) کذب کے عربی میں یہ معنی بھی آتے ہیں کہ ایک بات ایسے رنگ میں بنائی جائے جو بظاہر درست معلوم ہو۔ لیکن درحقیقت اس کا کچھ اور مطلب ہو۔ اس لحاظ سے یہ نبیوں کے متعلق ہی ہے۔ کہ انھیں اجتہادی غلطی لگ گئی۔ انھوں نے اپنی کامیابی کا بطور خود ایک اندازہ لگایا تھا جو درست نہ نکلا

(۳) کذب کے یہ معنی ہیں۔ کہ ایسے خیال یا ایسی امید جو بعد میں پوری نہ ہو۔ اس طرح یہ معنی ہوئے۔ کہ انھوں نے اپنے نفس میں کوئی خیال اور امید لگا دی تھی۔ کہ ایسا ہو گا۔ یعنی فلاں مدت تک دشمن ہلاک ہو جائیگا۔ یا فلاں پیشگوئی اس طرح پوری ہو گی۔ مگر اس طرح نہ ہوئی۔

سورہ رعد

رکوع اوّل

(۲۰ - فروری ۱۹۱۸ء)

خصوصیت قرآن

قرآن کریم میں ایک خاص بات پائی جاتی ہے جو دوسری کسی کتاب میں نہیں ملتی۔ نہ انسانوں کی بنائی ہوئی کتابیں میں۔ اور نہ ان میں جو الہامی کہلاتی ہیں۔ باقی جس قدر کتب ہیں خواہ انسانوں کی بنائی ہوئی ہیں۔ یا جن کو کہا جاتا ہے کہ الہامی ہیں ان سب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب ان میں روحانی علوم کے متعلق لکھا جاتا ہے کہ ان میں کمزوریاں اور سقم پائے جاتے ہیں۔ کہ واقفکار لوگ انھیں پڑھ بھی نہیں سکتے۔ مگر قرآن کریم میں جو تعلیم ہے۔ اس میں یہ نقص نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان قرآن کریم کے کسی حصہ کو اپنے مخالف لوگوں کے سامنے پڑھنے سے کبھی شرمندہ نہیں ہوتے۔ اس بات کے بیان کرنے کی ایک خاص وجہ ہے اور وہ یہ کہ یہاں ایک صاحب غیر مذہب کے بیٹھے ہیں۔ انھوں نے مجھے کہا تھا کہ ہر مذہب والا اپنے مذہب کی ایک خوبی لے کر بیان کرنا شروع کر دیتا ہے۔ حالانکہ بہت سی باتیں اس مذہب میں نہایت خراب اور ناقص ہوتی ہیں۔ ان کو بیان نہیں کیا جاتا۔ اس میں شک نہیں کہ دیگر مذاہب والے ایسا کرتے ہیں۔ لیکن اسلام کے ماننے والے کو ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن کریم کے متعلق کوئی ضرورت نہیں کہ اس کا کوئی حصہ چن کر کسی کو سنائیں۔ بلکہ ایک ترتیب چلی آتی ہے۔ اسی کے مطابق سناتے ہیں۔ جب کوئی ہندو۔ کوئی سکھ کوئی آریہ آ جاتا ہے۔ تو کبھی یہ خیال نہیں ہوا کہ آج کا رکوع ترتیب کے لحاظ سے اگر نہ ہوتا۔ بلکہ فلاں ہوتا۔ تو اچھا ہوتا۔ کیونکہ جو رکوع بھی سامنے ہوتا ہے۔ اس سے ہم ایسی باتیں سناتے ہیں جو اور کہیں نہیں مل سکتیں۔ اور ان کا مقابلہ اور کوئی کتاب نہیں کر سکتی۔

پھر قرآن کریم کی ایک طبعی ترتیب ہے۔ اور وہ جو بات پیش کرتا ہے اس کی دلیل ساتھ ہی دیتا ہے۔ اور جو شبہ پیدا ہو اس کا، اسی وقت ازالہ کرتا ہے۔ اس لئے میں اس وقت وہی رکوع سناتا ہوں۔ جو آج کا درس ہے۔

پچھلی سورہ میں بتایا گیا ہے کہ رسول کریم کے دشمن اگر ان کے مقابلہ پر اڑے رہیں گے تو تباہ ہونگے۔ اور بڑے نشانات اور پیشگوئیاں بیان کی تھیں اب اس سورہ میں اس بات کی تشریح کی ہے۔ کہ نہ ماننے والوں پر کس طرح عذاب آئیگا۔ اور وہ کس طرح تباہ ہونگے۔ اسی کے ساتھ کچھ اور باتیں بھی بیان کی ہیں۔

رسول کریم کس طرح کامیاب ہونگے

فرماتا ہے۔ الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ یہ الکتٰب میں سے کچھ آیتیں ہیں۔ الکتٰب میں سارا قرآن ہے۔ جو رسول کریم پر نازل ہوا۔

پھر فرماتا ہے۔ جو تیری طرف اُتارا گیا وہ حق ہے۔ یعنی اسے کوئی ٹلا نہیں سکتا۔ یہ ضرور ہو کر رہیگا۔ اور یہ اس کے خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہے۔ لیکن باوجود اس کے ہو کر رہنے کے بہت لوگ ایسے ہونگے۔ جو ایمان نہیں لائینگے۔ یا نہیں لاتے۔ چونکہ فرمایا تھا۔ کہ جو کچھ ہم نے تم پر اُتارا ہے وہ ہو کر رہیگا۔ اور یہ مکی سورۃ ہے۔ اس پر طبعاً سوال ہو سکتا تھا۔ کہ یہ تو کمزور اور ناتوان انسان ہے۔ کوئی سامان نہیں رکھتا۔ پھر جو اُتارا گیا ہے وہ ہو کے کیونکر رہیگا۔ یہ کہتا تو وہ باتیں ہے۔ جن کے لئے بڑے مال زبردست جتھے۔ اور بھاری قوت کی ضرورت ہے۔ مگر اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔

پھر ہم کیونکر اس کی بات کو درست مان لیں۔ اس کا جواب فرماتا ہے۔ اَللّٰہُ الَّذِیۡ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَہَا ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ ؕ کُلٌّ یَّجۡرِیۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ یُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ یُفَصِّلُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّکُمۡ بِلِقَآءِ رَبِّکُمۡ تُوۡقِنُوۡنَ ۞ تمھیں خیال ہے کہ اس کے پاس کامیاب ہونے اور اپنے دشمنوں پر فتح پانے کے سامان نہیں۔ آؤ تمھیں بتائیں کہ ہمارے کام کس طرح ہوا کرتے ہیں۔ دیکھو اللہ جس ہستی کا نام ہے۔ وہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا بغیر ستونوں کے۔ جن کو تم دیکھتے ہو۔ آسمان بلندی کو کہتے ہیں جس سے مراد بڑے بڑے کرّے۔ چاند سورج وغیرہ ہیں۔ کیا ان کے نیچے اسی طرح کے ستون ہیں۔ جس طرح تم ایک بلندی بنایا کرتے ہو۔ تو کہتے ہو نہیں پھر جب خدا کے اس کارخانہ کو دیکھتے ہو تو کیوں سمجھتے نہیں۔ کہ اللہ کے کارخانے ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان کے ظاہری سامان نظر نہیں آتے۔ اگرچہ ہوتے ضرور ہیں۔ یہی حال اس رسول کا ہے۔ تمھارے خیال میں اس کے پاس ایسے سامان نہیں ہیں جن سے کوئی دنیا میں بلند ہوتا ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ دنیاداروں کے بلند ہونے اور خدا کے بلند کرنے میں بہت بڑا فرق ہے۔ ان کو ان ظاہری سامانوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کی دی ہوئی طاقتیں اندر ہی اندر کام کرتی ہیں۔ اور اپنے وقت پر ظاہر ہو کر بتا دیتی ہیں کہ کامیابی اس کا نام ہے۔ پھر یہ انتظام کرنے کے بعد کہ دنیا کا کارخانہ بنایا۔ اللہ عرش پر قائم ہوا۔ عرش کے معنی تخت کے ہوتے ہیں۔ لیکن ہر ایک کا تخت جدا ہوتا ہے۔ انسانوں کے تخت نظر آتے مگر خدا کا نظر نہیں آتا۔ وہاں سے تو احکام ہی نازل ہوتے معلوم ہوتے ہیں۔ جن کو کوئی روک نہیں سکتا۔ تو فرمایا پہلے تو اس کے اندر ترقی اور بلند ہونے کی طاقتیں رکھیں۔ پھر اپنے احکام جاری کرنے شروع کئے۔ اور ایسے کئے کہ انسانوں کے لئے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا۔ یعنی ان کے کام میں لگا دیا۔ پس جب ہر ایک انسان کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ جن میں بہت سے نافرمان بھی ہیں۔ تو پھر وہ انسان جو خدا کے اطاعت شعار اور خاص مقرب ہوتے ہیں۔ ان کی یہ کیوں تائید نہ کریں۔ ضرور کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ چاند اور سورج ہی نہیں۔ بلکہ ہر ایک چیز ان کے لئے مسخر کر دی جاتی ہے اور اس کے ذریعہ ان کی صداقت کے نشان ظاہر ہوتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کا لقا وہ کھول کھول کر آیات بیان کرتا ہے۔ کیوں۔ اس لئے کہ تم اپنے رب کے ساتھ ملنے کا یقین کر لو۔ اور چونکہ جب تک یہ یقین نہ ہو کہ ہمیں خدا سے ملنا ہے۔ اس وقت تک کوئی اپنی اصلاح کی فکر اور بدیوں سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اس لئے مختلف نشانات کے ذریعہ خدا سے ملنے کا یقین دلایا جاتا ہے۔

یہاں دیکھو کیسے جامع الفاظ رکھے ہیں۔ ملنا دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک شخص بادشاہ کو ملتا ہے۔ انعام پاتا ہے۔ دوسرا ملتا ہے۔ وہ سزا پاتا ہے۔ ملے تو وہ دونوں ہیں۔ لیکن نتائج کے لحاظ سے ان کے ملنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ سے ملنا بھی ایسا ہی ہے۔ کہ وہ نیک اعمال کرنے والے کو جزا اور بُرے اعمال کرنے والے کو سزا دے گا۔ اس لئے ایسا لفظ رکھ دیا جس سے دونوں باتوں کا خیال رہے۔ تاکہ جو انعام کی امید سے نیک کام کریں وہ بھی اور جو سزا سے ڈر کر کرے۔ وہ بھی اس سے فائدہ اٹھا لیں۔ پھر جو محبت سے ملنے کی خواہش کرے۔ وہ بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

دوسرے اس آیت سے معلوم ہو گیا کہ خدا مل سکتا ہے۔ اور اس کا لقا حاصل ہو سکتا ہے۔

(۱۰ - فروری ۱۹۱۸ء)

جیسا کہ میں نے بتایا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو اللہ نے اس سورہ کے ابتداء میں سمجھایا ہے۔ کہ اگر اس کے پاس ظاہری سامان نہیں تو اس سے تم یہ مت سمجھو کہ یہ جھوٹا ہے۔ اور اسے ہرگز کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ کئی چیزوں کو تم دیکھتے ہو کہ کھڑی ہیں۔ مگر ان کے کھڑا ہونے کا سہارا تم کو نظر نہیں آتا۔ یہی حال اس کا ہے۔ اس کی کامیابی کے لئے بھی سامان ہیں۔ مگر تمھیں نظر نہیں آتے۔ اب فرماتا ہے وَ ہُوَ الَّذِیۡ مَدَّ الۡاَرۡضَ وَ جَعَلَ فِیۡہَا زَوۡجَیۡنِ اثۡنَیۡنِ یُغۡشِی الَّیۡلَ النَّہَارَ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ ۞ اور وہی ہے جس نے زمین کو لمبا بنایا۔ پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور نہریں رکھیں اور ہر میوہ کے جوڑے بنائے دو قسم کے۔ ڈھانکتا ہے رات دن کو بیشک اس میں نشانات ہیں اس قوم کے لئے جو فکر کرتی ہے۔

زمین میں خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کئے ہوئے ہیں۔ جو ختم ہونے میں نہیں آتے۔ اس پر جو چیزیں پائی جاتی ہیں وہ بظاہر محدود ہیں۔ لیکن ہزاروں۔ لاکھوں سال جب سے کہ زمین بنی ہے۔ انسان ان کو خرچ کرتے چلے آتے ہیں۔ لیکن ان میں کمی نہیں ہوتی۔ اور وہ ختم نہیں ہوتیں۔ سو سال سے زیادہ عرصہ ہوا ہے۔ جب کہا گیا تھا کہ اب پتھر کا کوئلہ نہیں ملیگا۔ کیونکہ وہ ختم ہونے والا ہے۔ لیکن ابھی تک مل رہا ہے۔ اور نئی نئی کانیں نکلتی آتی ہیں۔ یہی حال اور چیزوں کا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ تمام چیزیں جو انسانی زندگی کے لئے ضروری ہیں۔ وہ کبھی ختم ہونے میں نہیں آتیں۔

مد الارض کا مطلب لوگوں نے مد الارض پر بحثیں کی ہیں کہ زمین گول ہے یا چپٹی۔ یا کیسی۔ لیکن میرے نزدیک نہ یہاں گول کا ذکر ہے۔ نہ چپٹی کا۔ بلکہ اس میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ ہم نے اس کو اتنا وسیع بنایا ہے۔ کہ اس میں جس قدر خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ وہ کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ پھر پہاڑ اور نہریں بناتی ہیں۔

پہاڑوں اور نہروں کا آپس میں بہت بڑا تعلق ہے۔ کیونکہ پہاڑوں پر برف کا ذخیرہ اور پانی ہوتا ہے۔ یہ بھی اسی بات کے لئے خدا نے پیش کیا۔ کہ ان کے ظاہرہ سامان بھی کوئی نہیں ہیں۔ لیکن دیکھو کیسے انتظام کے ماتحت چل رہے ہیں۔

زوجین اثنین کا مطلب

اس میں خدا تعالیٰ نے ایک ایسا نکتہ بیان فرمایا ہے۔ جو علم کے لحاظ سے قرآن کی صداقت کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔ عربوں نے بڑی تحقیقات سے یہ ثابت کر لیا تھا کہ کھجور کے درخت میں نر اور مادہ ہوتا ہے۔ اور دوسرے ممالک میں یہ خیال عربوں سے ہی پھیلا۔ مگر دوسرے درختوں کے متعلق نہ عربوں نے تحقیقات کی تھی نہ اور لوگوں نے اس کا ثبوت بہم پہنچایا تھا۔ مگر قرآن کریم نے اس پر بڑا زور دیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ ہر قسم کے جوڑے ہوتے ہیں پہلے تو اس پر اعتراض کیا جاتا تھا۔ کہ یہ کیا بتایا گیا ہے۔ لیکن اب نباتات کی تحقیقات نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ کوئی بھی نباتات ایسی نہیں جس کا جوڑا یعنی نر و مادہ نہ ہو۔ تو ہر نباتات میں جوڑا ہوتا ہے۔ اور اس جوڑے کے ملنے سے ہی اس میں پھل پھول آتے ہیں۔ مگر ان کے ملنے کو ہر ایک نہیں دیکھ سکتا۔ اور نہ یہ جان سکتا ہے کہ وہ کس طرح ملتے ہیں۔ خدا نے ہی ایسے سامان رکھے ہوئے ہیں۔ کہ وہ مل جاتے ہیں۔ اور تحقیقات کرنے والے اس بات کے قائل ہو چکے ہیں۔ یہی حال روحانی امور کا ہے۔ اور ان کے بھی خفیہ اسباب ہوتے ہیں۔ جو تجربہ رکھنے والوں کو معلوم ہوتے ہیں۔ اور وہ ان کو جانتے ہیں۔ مگر عام لوگوں کو نظر نہیں آتے۔ اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ ہیں ہی نہیں۔

یغشی اللیل النہار کا مطلب

پھر فرمایا خدا تو وہ ہے۔ جو رات اور دن کو ڈھانپتا ہے۔ یہ رات اور دن کے ملنے کی طرف اشارہ فرمایا۔ ان دونوں کے ملنے سے انسان کو بے حد فوائد ہوتے ہیں۔ گو بظاہر نظر نہیں آتے۔ مگر جو دانا اور عقلمند ہیں۔ وہ خوب سمجھتے ہیں۔ کہ ان کے ملنے کے کس قدر فوائد ہیں۔ یہی حال روحانی باتوں کے متعلق ہے۔ ان کی حقیقت کو بھی وہی سمجھ سکتے ہیں۔ جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔

رسول کریم اور آپ کے مخالفین کی مثال

وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُکُلِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ

اس میں بتایا ہے کہ دیکھو زمین کے ٹکڑے ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں مگر ایک میں اعلیٰ درجہ کی چیز پیدا ہوتی ہے۔ اور دوسری میں ادنیٰ درجہ کی۔ اسی طرح بارش کا پانی ایک ہی پڑتا ہے۔ مگر اس سے انگور تو شیرینی میں بڑھ جاتا ہے۔ اور حنظل کڑواہٹ میں۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ یہ کہ جس طرح کی زمین ہوتی ہے۔ ویسا ہی اثر حاصل کر لیتی ہے اور اپنی حقیقت کے مطابق ہی پھل نکالتی ہے۔

اس سے اس طرف متوجہ کیا ہے۔ کہ جس طرح ایک ہی زمین سے یہ مختلف چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ ایک اعلیٰ درجہ کی اور دوسری ادنیٰ درجہ کی۔ ایک مفید اور دوسری نقصان رساں۔ اسی طرح یہ نبی مبعوث ہوا ہے۔ اب دیکھنا تمہارا انجام کیا ہوتا ہے۔ اور اس کا کیا۔ اور اگر تم کہو کہ اس کے آنے سے اس کی جو مخالفت ہو رہی ہے۔ اور شور پڑ رہا ہے یہ اس کے ناکام ہونے کی علامت ہے۔ تو یہ بھی کوئی بات نہیں ہے۔ کیا تم نہیں جانتے۔ کہ جب بارش پڑتی ہے۔ تو جہاں مفید اور فائدہ بخش چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ وہاں کڑوی اور زہریلی بوٹیاں بھی نکل آتی ہیں۔ مگر قائم میٹھی ہی رہتی ہیں۔ اور نقصان دہ بوٹیوں کو اکھیڑ کر پھینک دیا جاتا ہے۔ یہی مثال اس نبی اور اس کے مخالفوں کی ہوگی۔ اس کو تو کامیابی حاصل ہوگی اور اس کے دشمن تباہ کئے جائیں گے۔

مخالفین رسول کریم کا قابل تعجب قول

(۱۱- فروری ۱۸ء)

پہلی آیات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی تباہی۔ اور آپ کی ترقیات کے متعلق اللہ نے قوانین قدرت سے ثابت کیا ہے۔ کہ جس طرح دنیا میں بہت سے کام ایسے ہو رہے ہیں جن کے اسباب کو تم نہیں دیکھ سکتے۔ اسی طرح اس نبی کی کامیابی کے اسباب تمہیں نظر نہیں آتے۔ اور مخالفین کے اعتراض کو غلط ثابت کیا ہے۔ اب فرماتا ہے۔ اس پر تعجب کی کونسی بات ہے۔ یہ لوگ تعجب کرتے ہیں۔ کہ یہ ہو کس طرح سکتا ہے۔ ہم تباہ ہو جائیں اور وہ کامیاب ہو۔ ہمارا انتظام ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ اور وہ ترقی کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وان تعجب

فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۟ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

کہ اگر تجھ کو ان کی بات پر تعجب گذرے (تجھ سے مراد رسول کریم نہیں۔ بلکہ ہر شخص جو قرآن کریم پڑھتا ہے۔ فرداً فرداً خدا سب کو مخاطب کرتا ہے۔) تو تعجب والی بات وہ نہیں جو ہم کہتے ہیں کہ ہمارا رسول ترقی کرے گا۔ اور اس کے مخالف تباہ ہونگے۔ بلکہ تعجب والی بات تو ان کی ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ ہم کس طرح تباہ ہو سکتے ہیں۔ اور یہ نبوت کا دعویٰ